عقائد کے مطابق جس کی آخرت برباد ہوگئی حقیقت میں وہ تباہ و برباد ہوگیا۔ جب بیمہ کا کاروبار سراسر سود اور جوا ہے اور یہ دونوں شریعت اسلامی میں قطعی طور پر حرام ہیں۔ لہٰذا اس کے مرتکب کا مستقبل (آخرت) بالکل محفوظ نہیں، بلکہ ہلاکت کے گڑھے میں پڑ جاتا ہے۔

جناب نعیم صدیقی لکھتے ہیں: ''بیمہ عام لوگوں کی مجبوری اور ضرورت سہی، بیمہ کمپنیاں ان کی خدمت کرنے نہیں، ان کی جمع کردہ پونجی کو سود پر چڑھا کر نفع اندوزی کرنے نکلتی ہیں۔ ایسے کاروباری اداروں کا دوسرے لوگوں کو اخلاقی روح کا واسطہ دینا بہت ہی ناقابل فہم بات ہے۔ ....اگر ہم بحیثیت ایک سچے مسلمان کے مسئلے کو لیں تو ہمارے لیے اتنی بات جان لینا کافی ہے کہ سودی کاروبار کی ہر شکل کو اللہ اور رسول ﷺ نے حرام ٹھہرایا ہے۔☆ [بیمہ زندگی اسلامی نقطہ نظر سے ص۲۸-۲۹]

☆ارشاد الٰہی ہے: ﴿وأحلّ الله البيع وحرم الربوا﴾ [البقرة ۲۷۵] ''اور اللہ تعالیٰ نے تجارت کو حلال اور سود کو حرام کیا ہے۔'' پھر انتہائی سنگین لہجے میں فرمایا: ﴿يـأيها الذين امنوا اتقوا الله وذروا ما بقى من الربوآ ان كنتم مؤمنين ۞ فان لم تفعلوا فأذنوا بحرب من الله ورسوله وإن تبتم فلكم رؤس اموالكم لا تَظلِمون ولا تُظلَمون۞﴾ [البقرة ۲۷۸-۲۷۹] ''ایمان والو! تقویٰ اختیار کرو اور بقایا سود چھوڑ دو اگر تم واقعی مؤمن ہوں۔ اگر تم اس پر آمادہ نہ ہوں تو آگاہ رہو کہ تمہیں اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ سے جنگ در پیش ہوگی۔ اور اگر تم توبہ کریں تو تمہارے اصل سرمائے پر تمہارا حق قائم ہے، تم کسی پر ظلم کروگے نہ تم پر کوئی ظلم روا رکھا جائے گا۔'' ''لعن رسول اللهﷺ آكل الربا وموكله وكاتبه وشاهديه وقال: هم فى الاثم سواء'' [مسلم البيوع عن جابر] ''آپ ﷺ نے سود کھانے والے، کھلانے والے، اس کا معاملہ لکھنے والے اور اس کے گواہوں سب پر لعنت فرمائی اور ارشاد فرمایا کہ یہ تمام گناہ میں برابر کے حصہ دار ہیں۔''

اسی طرح ''جوا'' بھی بنص قرآن بالکل حرام ہے۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: ﴿يـأيها الذين امنوآ إنما الخمر والميسر والانصاب والازلام رجس من عمل الشيطن فاجتنبوه لعلكم تفلحون۞ إنما يريد الشيطن أن يوقع بينكم العداوة والبغضآء فى الخمر والميسر ويصدكم عن ذكر الله وعن الصلوٰة فهل انتم منتهون ۞﴾ [المائدة ۹۰-۹۱] ''ایماندارو! شراب، جوا، شرکیہ مقامات اور قسمت معلوم کرنے کے تیر سب صرف پلید اور شیطانی کام ہیں، لہٰذا ان سے پرہیز کرو تاکہ تمہیں کامیابی ملے۔ شیطان صرف تمہارے آپس میں شراب اور جوے کے ذریعے جھگڑا اور دشمنی پیدا کرنا اور (تمہیں ان سے شاق میں مشغول کرنے) ذکر الٰہی اور نماز سے باز رکھنا چاہتا ہے؛ پس کیا اب تم باز آجاؤ گے؟!''

❁ ❁ ❁

صلہ رحمی

فاصلے کم کرو

مولانا راشد الخیریؒ

انتخاب: راشد صدیقیؒ

اسلام دینِ فطرت ہونے کے ناتے صلہ رحمی یعنی رشتہ داروں سے درجہ بدرجہ حسنِ سلوک پر خوب زور دیتا ہے۔ فرمانِ الٰہی ہے: ﴿ واتقوا الله الذی تسآء لون به والأرحام﴾ [النساء: ۱] ''اللہ سے ڈرو جس کے نام پر تم ایک دوسرے سے اپنے حقوق مانگتے ہو اور صلہ رحمی توڑنے سے بھی بچو۔'' ﴿والذین یصلون مآ أمر اللّٰه به أن یوصل ... أولٰئک لهم عقبی الدار ۞﴾ [الرعد: ۲۱ - ۲۲] ''اور جو لوگ اس (رشتے ناتے) کو ملائے رکھتے ہیں جس کے ملائے جائے کا اللہ نے حکم دیا ہے... انہی لوگوں کے لیے عاقبت کا نعمت کدہ ہے۔''

ام المومنین عائشہؓ کہتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: '' الرحم معلقة بالعرش تقول: من وصلني وصله الله ومن قطعني قطعه الله '' [متفق علیه] ''رشتہ داری عرشِ الٰہی سے لٹک کر جھول رہی ہے اور یہ دعا کر رہی ہے: ''جس نے مجھے جوڑ لیا اللہ اس سے تعلق جوڑ دے اور جو مجھے کاٹ دے اللہ بھی اس سے تعلق منقطع کر دے۔''

(Blood is thicker than water) یعنی خونی رشتے لازوال ہوتے ہیں اور ان کی پاسداری زیادہ اہمیت رکھتی ہے۔

ہمارے پیشرو مولانا ناصر صدیقیؒ صلہ رحمی میں خاص مقام رکھتے تھے۔ اسی بابت التراث کے لیے درج ذیل مضمون منتخب فرما رکھا تھا۔ (ابو محمد)

علامہ راشد الخیری دہلوی المعروف ''مصورِ غم'' کی ذاتِ گرامی محتاجِ تعارف نہیں۔ آپ معاشرے اور بھائی چارگی میں رونما ہونے والے ٹوٹ پھوٹ کی افسانوی زبان میں منظر کشی کرنے میں ید طولیٰ رکھتے تھے۔ خصوصاً دہلی کی کوثر و تسنیم میں ڈھلی ہوئی اردوئے معلّٰی کی سحر بیانی مضمون کی جاذبیت کو مزید چار چاند لگا دیتی ہے۔ مضمونِ ذیل میں خاندانی اقدار، صلہ رحمی ورواداری کو پس پشت ڈال کر اپنی نوکری اور بال بچوں سمیت الگ تھلگ ہو کر پیچھے بڑھاپے میں والدین اور نادار بہن بھائیوں کو بے سہارا چھوڑ کر خبر نہ لینے والوں کی دردناک منظر کشی کی گئی ہے۔ جو اردو ڈائجسٹ سے شکریہ کے ساتھ نقل کیا گیا ہے۔ (رشید صدیقی رحمة الله علیه)

شاباش بھائی نصیر، شاباش!

چھوٹی بہن مر کے چھٹی، بڑی بہن کو جیتے جی چھوڑا۔ غضب خدا کا تین تین، چار چار مہینے گزر جائیں اور تم کو دو حروف لکھنے کی توفیق نہ ہو۔ حفیظ کے نکاح میں' وہ بھی چچی جان کی زبانی معلوم ہوا کہ تمہاری ملتان بدلی ہو گئی۔ وہ دن اور آج کا دن' خیر صلا، یہ بھی خبر نہیں کہ لاہور میں ہو یا ملتان میں۔

نصیر میاں! بہن بھائیوں کا رشتہ تو بڑی محبت کا ہوتا ہے، ایسی کون سی پانچ سات بہنیں ہیں جو دل بھر گیا۔ دور کیوں جاؤ، بھائی سلیم ہی کو دیکھ لو، ایک چھوڑ' دو بہنیں ساتھ اور کس طرح؟ گھر بار کی مختار، اندر باہر کی مالک، سیاہ کریں چاہے سفید۔ بھائی کی

اتنی مجال کہ دم مار سکے، نہ بھاوج کی اتنی طاقت کہ ہوں کر سکے۔ کسی کو دیکھ کر تو سیکھا کرو۔

ایک وہ بھائی کہ بہنوں کو آنکھوں پر بٹھایا، بھانجے بھانجی کی شادیاں کیں اور بھانجوں کو پڑھا لکھا کر نوکری کرایا۔ ایک تم بھائی ہو، کس کا بھانجا اور کیسی بہن، چاہے کوئی مرے یا جیے تمہاری بلا سے۔

خدا کا شکر ہے، میں تو تمہارے روپے کی بھی بھوکی نہیں، خالی محبت اور میٹھی زبان کی خواستگار ہوں۔ جو کہیں خدانخواستہ تمہارے در پر آ کر پڑتی تو کتے کے ٹھیکرے میں پانی پلوا دیتے۔

آخر میں بھی تو سنوں اپنی خطا، قصور، وجہ، سبب؟ کچھ تو بتاؤ ایسی لاپروائی بھی کس کام کی، اچھے سے غرض نہ برے سے مطلب۔ بہن کے تم نہیں، بھائی کے تم نہیں۔ صادقہ مرتے مر گئی اور تمہاری صورت دیکھنی نصیب نہ ہوئی۔ اماں چل بسیں، ابا حج پر چلے گئے، میں کسی قابل نہیں، بڑے بھائی بھی لاچار۔ اب تمہارا دلی میں کون بیٹھا ہے جس کو خط لکھوں؟

تم خدا سے چاہتے تھے کہ کوئی موقع ملے، تو ایک سرے سے سب کو عاق کر دوں۔ ابا کا حج کو جانا ٹھیکتے کو ٹھیلتے کا بہانہ ہو گیا۔ بہن اور بھائی، ماموں اور ممانی سب کو بالائے طاق رکھا۔ چچا لاپروا، چچی خطاوار، بھائی خود غرض، بہن گنہگار، غرض کنبے کا کنبا اور خاندان کا خاندان چھٹا، بڈھے اور جوان، مرد اور عورت، بوڑھا اور بچہ ایک بھی اچھا نہیں۔

محبت نہیں مروت ہی سہی۔ بال بچوں کا ساتھ رکھنا گناہ نہیں ہے، جہاں میں ایسا ہوتا آیا ہے۔ مگر یہ اندھیر کہیں نہیں دیکھا کہ الگ گھر کرتے ہی سب کو دھتا بتائی۔ اماں کا مر جانا، ہماری تو مٹی پلید ہوئی مگر تمہاری عید ہو گئی۔ شخصیت، محبت پہلے ہی رخصت ہو چکی تھی۔ جو کچھ تھوڑا بہت لحاظ تھا وہ بھی گیا۔

اللہ تمہیں خوش و خرم رکھے۔ الٰہی تمہارے بچوں کی ہزاری عمر ہو۔ اپنے دل پر ہاتھ رکھ کر دیکھو، اب سے دور، پچھلے برس ذرا ظہیر کو بخار ہو گیا تھا، تم کیسے گھبرائے پھرتے تھے۔ تمہیں آٹھ برس کے بچے سے یہ محبت تھی۔ سوچو اماں کو تم سے کتنی محبت ہوگی؟ نصیر میاں! دنیا کے جھگڑے تو ہمیشہ ہی رہیں گے۔ بال، بچے، شادی بیاہ سب کچھ ہی ہوگا۔ اب اماں تمہاری صورت دیکھنے کبھی نہیں آئیں گی۔

صادقہ کے بچوں کو اماں اپنی زندگی تک کلیجے سے لگائے رہیں، ان کا مرنا تھا کہ تینوں کی دنیا ویران ہو گئی۔ پرسوں دونوں لڑکے "بسم اللہ" کا حصہ لے کر آئے تھے۔ میں باہر چارپائی پر بیٹھی رضائی ٹانک رہی تھی۔ چھوٹا آ کر گلے سے لپٹ گیا۔ کچھ خون کا جوش تھا کہ اس کی صورت دیکھتے ہی میری طبیعت بھر آئی۔ غلاموں کی بھی حالت اچھی ہوگی جیسی ان بچوں کی تھی۔ پھٹا ہوا کرتہ، ٹوٹی ہوئی جوتی، پاجامہ چیکٹ، ٹوپی چوہا، بدن پر سیروں میل اور آنکھوں میں کیچڑ۔ ان بچوں کو دیکھ کر مجھے

وہ دن یاد آ گیا کہ جب تک دونوں نے شعور نہ پایا، صادقہ رابعہ کی چوتھی میں نہ گئی۔

دیکھ لو تین چار برس کے اندر اندر کیا سے کیا ہو گیا۔ برا نہ ماننا، تم قیامت تک بھی اپنے بچوں کو اس طرح نہ پالو گے جس طرح صادقہ اپنے بچوں کو پال گئی۔ خدا کی قسم، عطر کی بھری ہوئی شیشیاں کھڑے کھڑے حمید نے غارت کی ہیں۔ تقدیر کی خبر نہ تھی کہ صادقہ کی اولا دیوں برباد ہو گی۔ میں نے تو دیکھا نہیں مگر دادا جان ذکر کیا کرتے تھے کہ غدر (جنگ آزادی ۱۸۵۷ء) سے پہلے اس مکان پر ہاتھی جھولتا تھا۔ آج جا کر دیکھو تو بے کنڈی کا ایک کواڑ چڑھا ہوا ہے اور چکنی مٹی کی ایک دیوار چنی ہوئی ہے۔

بڑے نواب کی آنکھ کا بند ہونا تھا کہ گھر بھر میں جھاڑ پھر گئی۔ میں نے اپنی آنکھ سے مسعود کے بیاہ میں دیکھا ہے کہ صادقہ کی ساس کو گنگا جمنی پنکھے جھلے جا رہے تھے۔ لونڈیاں اور مامائیں گوندنی کی طرح زیور میں لدی ہوئی تھیں۔ دیکھتے ہی دیکھتے کچھ ایسا زمانہ پلٹا کہ آج پانی پینے کا کٹورہ بھی نہ رہا۔ مٹکے میں آٹا برکت، بقچی میں کپڑے، اللہ کا نام۔ بدن میں طاقت نہیں، ہاتھ پاؤں میں سکت نہیں۔ چلنے پھرنے سے مجبور، دیکھنے سے معذور۔ آنکھیں تھیں تو ایک آدھ کرتہ، دو ایک ٹوپیاں کرا لیتی تھیں، اب اتنی بھی نہیں۔ پڑوس کا حق سمجھو، خدا کا خوف جانو، ہاتھ پاؤں کی خیرات کہو، چچی جان تین روپیہ مہینہ دیتی ہیں، بس یہ کل کائنات ہے۔

اس میں کیا آپ کھائیں، کیا بچوں کو کھلائیں۔ تین روپیہ چار دم، ایک لڑکی کا ساتھ، کیا کریں کیا نہ کریں، تین روپیہ مہینہ کا تو سوکھا اناج چاہیے۔ جو جو کچھ آتا تھا، سب ہی کر چکی۔ چکیاں پیسیں، سلائیاں کیں۔ ہاں اتنی بات رہ گئی کہ در در ہاتھ نہیں پھیلایا۔

صادقہ کے بچے کسی غیر کے بچے نہیں، تمہاری مری ہوئی بہن کی نشانی ہیں۔ شاباش تمہاری ہمت پر دیس میں بیٹھے راج کرو اور صادقہ کے بچے دو دو دانے کو محتاج ہوں۔ دلی میں آ کر دیکھو، شہر میں کیا نام بدنام ہو رہا ہے۔ آخر برس دو برس میں اپنے ہاں کی نہیں، سسرال کی شادیوں میں تو آؤ گے۔ لڑکی کا بیاہ سر پر آ رہا ہے یا یہ بھی وہیں کر لو گے؟ اپنے پرائے، کنبہ محلّہ میل ملاپ، جان پہچان تمام دنیا جنم میں تھوک رہی ہے، کس کا منہ چپ کراؤ گے۔

بڑے بھائی اس لائق ہوتے تو تم سے کہنے کی ضرورت نہ تھی۔ وہ بے چارے آپ ہی اپنی پریشانیوں میں گھرے ہوئے ہیں۔ نوکری چھوٹی، چوری ہوئی، مقدمہ ہارے۔ چار روپیہ مکان کے آ جاتے تھے، وہ بھی نہ رہے۔ اندر کا دالان ہوا ہو گیا تھا، ایک ہی چھینٹے میں اڑا اڑا کر آن پڑا۔ اس کے ساتھ ہی لمبی کوٹھڑی بھی بیٹھ گئی۔ اتنا بھی پاس نہیں کہ اینٹیں اور ملبہ ہی ہٹوا دیں۔ چار سو روپیہ کے قرض دار بیٹھے ہیں۔